نغمہ زار از حفیظ جالندھری: ایک مطالعہ

(Nagham Zar by Hafeez Jalandhari: A Study)

افسانہ

Afsana
Research Scholar, Department of Urdu
Federal Urdu University, Islamabad

ڈاکٹر زینت افشاں

Dr. Zeenat Afshan
Assistant Professor, Department of Urdu
Federal Urdu University, Islamabad

Abstract:
Abu Al- Asar Hafeez Jalandhari was a distinguished poet and writer of Urdu language. He is best known for writing the lyrics of the national anthem of Pakistan. He contributed to various genres of Urdu literature, including poetry, "ghazals"," nazms" (poems) and songs. His poetry often focused on themes of nationalism, patriotism, and the beauty of nature. He also wrote on social and religious issues, reflecting his personal beliefs and experiences. As a lyricist, he brought new dimensions to Urdu songs. His songs are out of the traditional themes. In this article, his collection of songs "Naghma Zar" has been analysed to know about his poetic craftsmanship.

Keywords:
Abu Al- Asar Hafeez Jalandhari, Naghma Zar, National Anthem, Urdu Ghazal, Urdu Nazm, Urdu Songs, Romanticism.

حفیظ جالندھری اُردو ادب میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہوا ہونے اُردو شاعروں میں ایک اہم نام حفیظ جالندھری کا ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کا قلمی نام حفیظ جالندھری ہے۔ احمد شاہ پطرس کے مطابق

"جالندھری کے نغمہ پرور شہر نے حفیظ نامی ساحر پیدا کیا ہے جو کچھ مدت سے لاہور کے

مشاعروں اور ہندوستان کے ادبی حلقوں کو مبہوت کر رہا ہے۔ جس کے قلم کی ایک بے پروا جنبش کی روح کانپ کر بیدار ہو جاتی ہے۔ قدرت کی رنگنیاں تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے آتی ہے اور غائب ہو جاتی ہے۔ اور لطافت اور نزاکت شاعری کا جھلملاتا ہوا لباس پہن کر رقص کرنے تک جاتی ہیں۔" (۱)

ابوالاثر حفیظ جالندھری پاکستان سے تعلق رکھنے والے اُردو کے نامور مقبول رومانی شاعر اور افسانہ نگار تھے۔ جنھوں نے پاکستان کے قومی ترانے کی حیثیت سے شہرت دوام پائی۔ ملکہ پکھراج نے ان کی نظم "ابھی تو میں جوان ہوں" کو گا کر شہرت حاصل کی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں پیدا ہونے والے شاعروں میں ایک اہم نام حفیظ کا ہے۔ حفیظ کا شمار اُردو کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ ابوالاثر بھی تھے۔ فردوسی اسلام بھی اور اُردو کے منفرد گیت نگار بھی۔ بقول احمد دہلوی:

"انھوں نے اُردو شاعری کو ایک نئی صنف تھی گیت کی۔ ان کی نقالی میں ہندوستان کے ہر گوشے سے گیت لکھے جانے لگے۔ گیت کے ہیئت کے عجیب و غریب تجربے کیے جانے لگے۔ حفیظ صاحب ہمیں بڑے خوبصورت گیت اور بڑی حسین نظمیں دیتے رہے۔ انھوں نے گیت کے وقار کو قائم رکھا۔" (۲)

ان کی شاعری میں برصغیر کے مناظر کی تصور ہے اور ہندی اُردو کی خوبصورت آمیزش پائی جاتی ہے۔ جو مشترکہ روایات کی آئینہ دار ہے۔ کلیم الدین فرماتے ہیں:

"حفیظ کی شاعری کو "نغمہ شباب" کہا گیا ہے۔ شباب کی تازگی و شادابی شباب کا جوش و خروش شباب کی مستی ووارفتگی یہ سب چیزیں حفیظ کی نظموں میں موجود ہیں۔" (۳)

حفیظ جالندھری کی نظموں میں ترنم اور تکرار ان کو گیت کے قریب لاتا ہے۔ گیت فطرت کے ایک خوبصورت راز کے اظہارِ بیان کی ایک صورت ہے۔ جس میں جذبے اور عشق کے ساتھ ایک معصوم انداز ایک لطیف سادگی اور بے لوث جذبے کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ جو آہستہ اور دھیمی مختصر کیفیتوں اور غزل کی طرح تہذیب، جذبات اور احتیاطِ اظہار سے ایک مختلف دنیا کی جھلک پیش کرتی ہے۔ میراجی گیت کے حوالے سے اس صورتِ حال کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"سب سے پہلے الفاظ کے اتار چڑھاؤ سے سر بنے، سروں کے سنجوگ سے بول نے جنم لیا اور پھر راگ ڈوری میں بندھ کر بول گیت بن گئے یہ جنم جنم کے بندھن ٹوٹے جب کہیں جا کر گیت نے اپنی جگہ بنائی۔" (۴)

سلیم اختر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"جذبہ جب رس میں تبدیل ہو جائے تو گیت جنم لیتا ہے جس کی پکار جب کو ملتا کا رنگ پکڑے تو گیت کے بولوں میں ڈھلتی ہے، حسن برما کی آگ میں جلے تو گیت نغمہ کے پیکر میں ڈھلتا ہے۔"(۵)

گیت انسان کے دل اور بس کے احساسات پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اسے فطری زندگی کے قریب لاتا ہے۔ گیت محض صرف عورت کے جذبات واحساسات، عشق ومحبت کی کیفیتوں کا اظہار ہی نہیں بلکہ موضوع کے لحاظ سے اس میں اہم اور خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ گیت کچھ ہیئت میں ایک فطری انداز پیدا کر سکتے ہیں۔ بقول عظمت اللہ خان:

"عروج کا یہ فریضہ ہے کہ ترنم کے اصل فطری گر دریافت کرلے۔ ان کی روشنی اور ہدایت کے بموجب ترنم کے وہ سانچے تیار کرلے اور تیار کرنے کے طریقے بتائے جن سے خیال کے بہاؤ کے اصل نغمے عین میں نہیں تو لگ بھگ ہی ادا ہو سکیں۔"(۶)

حفیظ جالندھری بطور شاعر ان کی شہرت اور مقبولیت کی حامل ان کی گیت نگاری پر منحصر ہے۔ حفیظ جالندھری کی ابتدائی شعری سلسلہ ہی گیت نگاری کے طور پر ہوا ہے۔ انھوں نے غزل، نظم، مثنوی اور گیت کے تمام اصناف شاعری میں ترنم، آہنگ، موسیقیت اور فطرت نگاری کے حوالے سے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی شاعری کو دیکھا جائے تو اس میں جوش، روانی سادگی، آسان اور سادہ الفاظ نے حفیظ جالندھری کی شاعری کو مقبول بنا دیا ہے۔ آپ نے رومانی نظمیں اور گیت بھی لکھے۔ آپ کے پڑھنے کا انداز بھی دلکش اور خوبصورت تھا جو سننے والے مسحور کر دیتا تھا۔ ڈاکٹر وزیر آغا حفیظ جالندھری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حفیظ جالندھری کے ہاں گیت کو ایک وسیع نہ کینوس پر پھیلانے کے اقدام بھی ملتے ہیں اگرچہ حفیظ جالندھری نے ایسے گیت بھی لکھے جن میں محبت کا عرضی پہلو نمایاں ہو اور محبوب کا جسمانی وجود نگاہ کا مقصد بنتا ہو۔ ہم اس کے ہاں گیت کی محبت کو ایک کشادہ مفہوم عطا کرنے کی روش ابھری ہے۔"(۷)

حفیظ جالندھری نے اُردو گیت نگاری میں نئی جہتوں سے متعارف کروایا۔ اس کے موضوعات میں اضافہ کیا ہے۔ آپ کے مزاج میں جو ترنم تھا وہ ان کے شعری اصناف پر اثر انداز ہوا ہے۔ حفیظ جالندھری کے گیت بھی بہت منفرد ہیں، جو روایت سے ہٹ کر موضوعات پر مشتمل میں حفیظ وطن کے گیت گاتا نظر آتا ہے۔ حفیظ جالندھری اُردو کے نظم نگار اور گیت نگار تھے۔ انھوں نے قومی ترانہ لکھ کر ادبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ حفیظ جالندھری کو شاعرِ اسلام، شاعرِ فطرت اور شاعرِ شباب بھی کہا جاتا ہے۔ پروفیسر ہارون الرشید حفیظ جالندھری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حفیظ جالندھری کا شمار اُردو کے ممتاز ترین شعراء میں ہوتا ہے وہ ابولاثر بھی تھے، فردوسی

کی شاہ نامہ اسلام بھی اور اُردو کے منفرد گیت نگار اور نظم نگار بھی لکھتے تھے اور ترانہ پاکستان کے خالق تھی۔"(۸)

حفیظ جالندھری نے اپنی منفرد طرز سے گیت کے اندر ایک منفرد مقام پیدا کیا ہے۔حفیظ کا ایک گیت کو نئی جہتوں سے روشناس کروایا ہے۔ان کے گیتوں میں نغمہ زار کو ایک اہم مقام حاصل ہیں۔

ا۔نغمہ زار

نغمہ زار حفیظ جالندھری کے کلام کا پہلا مجموعہ ہے اس مجموعے میں گیتوں کے علاوہ نظمیں اور غزل بھی شامل ہیں۔غزل اور نظموں میں گیت کا آہنگ نظر آتا ہے۔ان کی نظمیں اسلوب کی بنا پر گیت قرار دی جاسکتی ہیں۔ان کی بحر میں ترنم اور موسیقیت پائی جاتی ہے۔جو گیت کا بنیادی وصف ہے۔حفیظ جالندھری بیسویں صدی کے اہم اور پرانے شاعر ہیں۔ان کے کلام میں جذبات کی فراوانی اور خیال کی راعنائی پائی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کے گیتوں میں نغمگی اور تاثر کا رنگ بھی ہے۔حفیظ نے ہیئت کے تجربات بھی کیے اور نئی بحروں کو بھی متعارف کروایا۔آپ کے گیتوں میں مقامی رنگ پایا جاتا ہے۔اس مجموعے کے بارے میں احسان دانش حفیظ حفیظ کے بارے میں کہتے ہیں:

"حفیظ صاحب "نغمہِ زار" سے کوسوں آگے نکل چکے ہیں لیکن میں اسے اپنی کم فہمی پر مہمول کرتے ہوئے یہی کہوں گا کہ میں تو صرف "نغمہِ زار" والے حفیظ کو پسند کرتا ہوں اور وہی اصل شاعر ہے۔کئی بار ان کے دوسرے مجموعے بھی اٹھائے میں لیکن تھوڑی دور چل کر پلٹ آیا۔"(۹)

اس مجموعے میں جو گیت کے طرز پر لکھے گئے ہیں ان کی تعداد بارہ ہے۔بہر حال "نغمہ زار" میں درج ذیل گیتوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔

۲۔سحر

نغمہ زار کا پہلا گیت "سحر" ہے۔جس میں نمود سحر کے منظر کو پیش کرتا ہے۔اس کے اندر منظر کشی کی گئی ہے۔ایسا لگتا ہے جیسے ہر چیز سامنے دکھائی دیتی ہے۔گیت کا حسن اس کی روانی اور سادگی ہے۔حفیظ جالندھری نے صبح کے منظر کو خوبصورت لفظوں میں بیان کیا ہے۔وہ شاید فطرت کا نظارہ کرتے ہیں اور جو کچھ انھیں نظر آتا ہے ان کی تصویر کشی اپنی شاعری میں بیان کرتے ہیں:

نمودِ سحر

یکا یک ایک نور کا غبار شرق سے اٹھا\
جو رفتہ رفتہ بڑھ چلا

اور آسمان پر چھا گیا
مینہ نمود تھے سیہ نقاب اٹھادی
فسوں گر شہود نے طلسمِ شب مٹادیا
یکا یک ایک نازگی
یکا یک ایک روشنی (۱۰)

نمودِ سحر میں حفیظ جالندھری منظر کشی اتنے خوبصورت انداز میں کرتے ہیں کہ قاری متاثر ہو جاتا ہے۔ صبح کی حسین کیفیات کو ایسی دلکشی سے بیان کیا ہے کہ زندگی بہت رنگین اور خوبصورت بن کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

۳۔ فرصت کی تمنا

حفیظ جالندھری کے اس گیت میں فکری اور فلسفیانہ عنصر پایا جاتا ہے۔ اس میں شاعر کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ فطرت کے حسن سے اپنے دامنِ دل کو معطر کرلے اور بس پھول کی خوشبو کو محسوس کرلے جیسے ابھی شاخ پر کھلنا ہے۔ حفیظ نے فلسفیانہ انداز استعمال کیا ہے:

یوں وقت گزرتا ہے فرصت کی تمنا میں
جس طرح کوئی
بہتا ہو ادریا میں
ساحل کے قریب آکر
چاہے کہ ٹھہر جاؤں
فرصت کو کہاڈھونڈو فرصت ہی کو رونا ہے (۱۱)

حفیظ کے اس گیت میں فلسفیانہ رنگ بھی موجود ہے جو ان کے گیتوں کو منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

۴۔ چاند کی سیر

حفیظ جالندھری نے اس گیت میں ہر چیز کی منظر کشی بڑے خوبصورت اور بہترین انداز میں کی ہے۔ اس میں خوبصورت اور مترنم الفاظ کے ذریعے موسیقیت پیدا کی ہے۔ ”چاند کی سیر“ میں حفیظ جالندھری نے روانی، سادگی کے ساتھ یہ گیت منظر کشی کی بہترین مثال ہے بقول بسم اللہ بیگم:

> ”فارسی میں یہ الفاظ سلیس، سادہ اور مؤثر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اردو میں گورکھ دھند بن جاتے ہیں، ذہنی تعیش کی لہریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دل پر کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا، فانی کی جزئیات میں پھر بھی یک رنگی ہے لیکن حفیظ نے "چاند کی سیر "معلوم ہوتا ہے کہ ہوئی

جہاز میں بیٹھ کر کی ہے۔"(۱۲)

۵۔ابھی تو میں جوان ہوں

"ابھی تو میں جوان ہوں" حفیظ جالندھری کا مقبول ترین گیت ہے جو ان کی پہچان بن گیا۔ اس گیت کا عنوان ہی ٹیپ مصرعہ ہے۔ حفیظ نے نہایت خوبصورت انداز میں کیفیت حال بیان کی ہے۔ خوبصورت الفاظ، دلکش تراکیب نے گیت کی فضا کو دلچسپ بنا دیا ہے:

یہ عشق کی کہانیاں یہ رس بھری جوانیاں
ادھر سے مہربانیاں ادھر سے کن ترانیاں
یہ آسمان یہ زمین
نظارہ پائے دلنشیں
ہے موت اس قدر قریں مجھے نہ آئے گا یقیں
نہیں نہیں ابھی نہیں
ابھی تو میں جوان ہوں (۱۳)

"ابھی تو میں جوان ہوں" کے بارے میں ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر کہتے ہیں:

"شباب اور نغمہ" میں حفیظ کے اس دور اوّل کی خصوصیات جس کی بنا پر "نغمہ زار" کو "نغمہ شباب" کہا کرتا ہوں غالباً اس طرزِ خیال کی بہترین ترجمانی کا گیت ہے "ابھی تک میں جوان ہوں۔"(۱۴)

اس گیت میں حفیظ جالندھری نے حقیقت کی منظر کشی کی ہے۔ جوانی اور موت کی حقیقت کو بیان بھی کیا ہے۔

۶۔برسات

اس گیت میں حفیظ جالندھری برسات کے موسم کی منظر کشی کی ہے کہ جس طرح اچانک اودھی اودھی گھٹاؤں کے امڈ کر آنے، بجلی کے چمکنے، سینوں کے دھڑکنے اور مینہ کے برسنے کا منظر اور اس کے بعد باغ میں آموں کے نیچے جھولے ڈالنے کا منظر بیان کیا ہے:

آموں کے نیچے
ڈالے میں جھولے
مہ پیکروں نے ہمیں تنوں نے
برق افگنوں نے

گیت ان کے پیارے میٹھے رسیلے
آموں کے نیچے ڈالے ہیں جھولے (۱۵)

۷۔ کرشن کھنیا

یہ گیت حفیظ جالندھری کا کرشن جی مہاراج سے عقیدت کا مظہر ہے۔ اس گیت میں حفیظ نے عقیدت اور احترام سے ہٹ کر ترنم اور موسیقیت پیدا کی ہے۔ اس میں جہاں عقیدت کا عنصر پایا جاتا ہے وہاں غنائیت پائی جاتی ہے۔ بقول ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر کا کہنا ہے:

> "کرشن کھنیا، اس نام سے کس قدر عقیدت وابستہ ہے مگر شاعر نے اس عقیدت کو طوق گردن نہیں بنایا اور شاعرانہ سربلندی سے طرب و تمنا کی مسرتوں کی آرزو کی ہے۔" (۱۶)

حفیظ نے اس گیت میں کرشن کی تصویر دیکھ کر جہاں ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

۸۔ طوفانی کشتی

اس گیت میں حفیظ نے جوان لڑکی کے غم و الم کو بیان کی ہے جو عین جوانی کے عالم میں بیوہ ہو جاتی ہے۔ گیت کے اندر افسردگی اور غم کی فضا طاری ہوتی ہے۔ گیت کے اندازِ بیان نے اس کے اندر غم اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔

بیٹھی ہے ایک بیوہ ہے جبر جس کا شیوہ
دل ہاتھ سے دبائے
بچے گلے لگائے
تیر امید کھائے
یہ باپ کی نشانی سرمایہ جوانی
اک دن جوان ہو گا
اماں کا مان ہو گا
حق مہربان ہو گا (۱۷)

اس گیت میں حفیظ جالندھری نے ایک بیوہ کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے جس میں اس کے ساتھ ہونے والے احساس اور امید کو بڑی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ جس کی وجہ سے گیت کے اندر ایک غم کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

۹۔ بسنتی ترانہ

"بسنتی ترانہ" حفیظ جالندھری کا ایک مشہور گیت ہیں۔ جس میں بسنت کے موسم کو نہایت خوبصورت اور دلکشی

انداز میں بیان کیا ہے۔ اس میں موسم کے تصویر کشی کی گئی ہے۔ پنڈت ہری صندیوں رطب:

"حفیظ کے ہاں بسنت میں سرسوں بھی پھوٹی ہے، باغوں ار کھیتوں میں ہندوستانی بہار آتی ہے۔ لڑکے ڈور اور پتنگ کی خاطر باہم رست و گریباں ہونے میں کوئی مار کھاتا ہے اور کھوئی بسنتا کھکھلاتا ہے۔ خون میں خوشی پیدا ہوتا ہے۔ عشق و جنون کی مستی پیدا ہوتی ہے اور دوسری جانب ایک جانب ایک عصمت مآب شوہر پرست عورت نے پھولوں کے زرد گہنے تو پہن ہے میں مگر شوہر پردیس میں ہے۔"(۱۸)

حفیظ جالندھری کے گیتوں میں سادگی، معصومیت، توقیر تازگی ترنم کا مصور ہے۔ حفیظ نے گیت کی منظر کشی بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے۔ حفیظ جالندھری کی شاعری ہندوستان کے مناظر اور روایات کی عکاسی ہے۔

"ہر برگ گل موتی جڑے ہیں موتی ہی موتی بکھرے پڑے ہیں قدرت کی ہر شے۔"(۱۹)

مجموعی طور پر "نغمہ زار" حفیظ کے شباب کا دور تھا۔ اس دور کے گیتوں میں حفیظ جالندھری نے جوش و جذبات کی کیفیات کو نہایت دلکش اور خوبصورت انداز میں منظر کشی کی گئی ہے اور اس دور کے گیتوں میں ترنم، موسیقیت، شیرینیت کا عنصر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ حفیظ جالندھری نے مناظر کی تصویر کشی مترنم بحروں سے کی ہے۔ بقول پنڈت ہری چند:

"حفیظ کی انداز منظر کشی میں وہ بحر اور وزن یا تشبیہ و استعارہ ہی سے نہیں اپنی نظم کے ایک لفظ سے منظر کشی کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ وہ اپنے پیشِ نظر منظر کے لیے ہر لحاظ سے مناسب بحور اور مناسب الفاظ استعمال کرتا ہے اور اسی طرح وہی کیفیت دوسرے پر وار کر دیتا ہے جو اس کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔"(۲۰)

حفیظ جالندھری کے دوسرے مجموعوں میں پختہ کاری اور سنجیدگی نظر آتی ہے لیکن "نغمہ زار" کے الفاظ و معنی میں جو خوبصورتی ہے وہ کہیں اور نہیں آتی ہے۔ نغمہ زار حفیظ کا شباب ہے جو خوبصورتی اور تازگی کے جذبات و کیفیات کی شدت نغمہ زار کے گیتوں میں ہے کہیں اور دکھائی نہیں دیتا ہے۔ نغمہ زار کے گیت حفیظ کو ادبی مقام دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نغمہ زار ان کا ادبی کارنامہ ہے جو ناظرین کو ان کی شاعرانہ عظمت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ احمد شاہ بخاری پطرس، دیباچہ، کلیات حفیظ جالندھری، مشمولہ کلیات حفیظ جالندھری، مرتب، خواجہ محمد زکریا، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص:۴۵

۲۔ نواز حسن زیدی، سیّد، حفیظ جالندھری۔ شخصیت و فن، غیر مطبوعہ برائے پی ایچ ڈی (اُردو)، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء، ص:۹۱

۳۔ ایضاً، ص:۹۱

۴۔ نفیس اقبال، پاکستان میں اردو گیت نگاری، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، س،ن، ص:۱۳

۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، س،ن، ص:۱۷۴

۶۔ ایضاً، ص:۱۸۱

۷۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو شاعری کا مزاج، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۳ء، ص:۱۷۳۔۱۳۴

۸۔ ہارون الرشید، پروفیسر، جدید اُردو شاعری تاریخ و تنقید، کراچی: میڈیا گرافکس، ۲۰۱۰ء، ص:۲۶۸

۹۔ احسان دانش، نغمہ زار کا حفیظ، مشمولہ مضمون، افکار حفیظ نمبر، مدیر (صہبا لکھنوی)، شمارہ ۱۴۴۔۱۴۰، مکتبہ کراچی، اگست، ستمبر، اکتوبر، ۱۹۲۳ء، ص:۲۲۸

۱۰۔ نغمہ زار، سحر، ص:۵۵

۱۱۔ حفیظ جالندھری، کلیات حفیظ جالندھری، مرتب خواجہ محمد زکریا، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص:۷۰

۱۲۔ بیگم بسم اللہ نیاز، ڈاکٹر، اُردو گیت، کراچی: مکتبہ نیا دور، ۱۹۸۶ء، ص:۳۷۳

۱۳۔ نغمہ زار، ابھی تو میں جوان ہوں، ایضاً، ص:۷۶

۱۴۔ تاثیر، ایم ڈی، ڈاکٹر، دیباچہ، نغمہ زار، ایضاً، ص:۳۰

۱۵۔ نغمہ زار، برسات، ایضاً، ص:۸۱

۱۶۔ تاثیر، ایم ڈی، ڈاکٹر، دیباچہ، نغمہ زار، ایضاً، ص:۳۰

۱۷۔ نغمہ زار، طوفانی کشتی، ایضاً، ص:۹۵۔۹۴

۱۸۔ پنڈت ہری چند، اختر، دیباچہ، سوز و ساز، مشمولہ کلیات حفیظ جالندھری، مرتب، خواجہ محمد زکریا، لاہور: کتاب خانہ، ۱۹۵۸ء، ص:۲۲۹

۱۹۔ نغمہ زار، تاروں بھری رات، ایضاً، ص:۱۲۲

۲۰۔ پنڈت ہری چند، اختر، دیباچہ، سوز و ساز، مشمولہ کلیات حفیظ جالندھری، ایضاً، ص:۷۵